THE ALFAZL QADIAN

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۳۵

قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ ط وَاللّٰهُ وَاسِعٌ

دیں کی نصرت کے لئے اک آسماں پر شور ہے | عَسٰٓى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا | اب گیا وقت خزاں

دنیا میں ایک نبی آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نکیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

الفضل

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام مینیجر ہو

ایڈیٹر۔ غلام نبی ۔ اسسٹنٹ۔ مہر محمد خان

فہرست

نمبر ۷۳ | مورخہ ۲۰ مارچ سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۲۰ رجب المرجب سنہ ۱۳۴۰ھ | جلد ۹

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ خدا کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔

حضرت نواب محمد علیخان صاحب لاہور سے معہ اہل و عیال چند دن کے لئے بمبئی تشریف لے گئے ہیں۔

یکوں کے اڈا میں جس چوری کے متعلق کسی گذشتہ پرچہ میں اطلاع دیگئی تھی اسمیں جسقدر مال چوری گیا تھا وہ سارا مل گیا ہے یعنی چار گھوڑے اور ایک بھینس۔ یہ یہاں کے لوگوں کی تگ و دو اور کوشش کا نتیجہ ہے۔

سید ناصر شاہ صاحب نے یہاں کے مقامات مقدسہ وغیرہ کے فوٹو تیار کرنے کا کام شروع کیا ہے۔ جو احباب شوق رکھتے ہیں ان سے خط و کتابت کریں

مغربی افریقہ میں تبلیغ احمدیت

گولڈ کوسٹ سے نائجیریا

ہز ایکسیلنسی سے ملاقات

(از مولوی عبد الرحیم صاحب نیر۔ ۲۰ دسمبر ۲۲ء)

نظام جماعت گولڈ کوسٹ گولڈ کوسٹ کی جماعت کو ذیل کے سلسلہ انتظام میں منسلک کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بابرکت اور بار ور کرے۔

مرکز سالٹ پانڈ۔ لائبریری۔ ریڈنگ روم۔ مدرسہ احمدیہ اور عام نگرانی و حفاظت۔ حقوق دار التبلیغ۔ مسٹر جرنیل آرتھر سپرنٹنڈنٹ مشن۔

مقامی تبلیغ۔ اسمٰعیل کونسی نمبر دار (انھوں نے سالانہ جلسہ پر بیعت کی) محمد یحییٰ مبلغ سالٹ پانڈ

انچارج دار التبلیغ۔ مولوی محمد اسحٰق ہیڈ مبلغ گولڈ کوسٹ براہداد مبلغین۔ داؤد۔ یعقوب۔ یوسف۔ موسیٰ۔ آدم۔ حسن و عیسیٰ۔

عام انتظام و صیغہ مال۔ چیف مہدی و سکرٹری مسٹر بن یامین کیلین۔

بغرض سہولت انتظام جماعت کو چار حلقوں میں تقسیم کر دیا ہے ا۔

۱۔ حلقہ ایکرا فول۔ جسمیں ایکرا فول۔ مانڈو۔ عباسا۔ اسیام دسی کما۔ بیڈون۔ الیس۔ کوانٹا۔ ایبورا۔ ایڈوکردم ایجوبی۔ مانخیرم کی انجمن ہائے احمدیہ باقاعدہ قائم ہیں۔

۲۔ حلقہ سراہا۔ جسمیں سراہا۔ سویڈرو۔ اباکرا۔

کوم کرام۔ کورنسی کرم۔ نیڈل بیس۔ آبڈوم۔ رشیم افرافسی۔ ٹچی ما۔ کی باقاعدہ انجمن ہائے احمدیہ قائم ہیں۔

۳۔ حلقہ سیاں جسمیں سیاں براکو وٹین کی دو باقاعدہ انجمنیں ہیں۔

۴۔ حلقہ سکنڈی جسمیں سکنڈی۔ آبڈونی اور پرم ہرم کی جماعتیں ہیں۔ موخر الذکر دو حلقے حال کے سفر میں شامل سلسلہ احمدیہ ہوئے ہیں۔

سالٹ پانڈ سے ایکرا

سفر بحر مجھے بہت تکلیف دیتا ہے اور سمندر کو دیکھتے ہی مجھے قے شروع ہو جاتی ہے۔ ساحلی جہاز سر جارج کے ذریعہ بارادہ نائجیریا بغرض شمولیت "احمدیہ کانفرنس" روانہ ہوا۔ کنارۂ بحر سے جہاز تک کشتی لے جاتی ہے۔ اور اس کشتی کو پانی کی اونچی پہاڑیوں پر سے گذرنا پڑتا ہے اور امواج بحر نہ صرف کشتی کو سرکش گھوڑے کی طرح سیخ پا کرتی ہیں۔ بلکہ سوار کے ساتھ بھی نمک سے سفید پانی کی پچکاری سے ہولی کھیلتی ہیں۔ جہاز والوں نے فوراً سبز پگڑی دیکھتے ہی "ہنڈولا" اتارا۔ اور نیم مردہ نیر کو تختہ جہاز پر لے لیا۔ شریف انگریز کپتان جانسن۔ مسٹر بیوراسٹن انجنیر سالٹ پانڈ (جنھوں نے تعارف دینے ٹیچنگ آف اسلام کا ذکر کیا۔ کہ کپتان مذکور نے اس عاجز کی عطا کردہ کتاب انجنیر موصوف کو دی تھی) اور دوسرے انگریز مسافر و چیف افسر ہر طرح کی خاطر مدارات کرنے لگے اور مسٹر جانسن نے "کھیر" پکوائی۔ اور خود پاس بیٹھ کر کھلوائی کچھ ہوش آیا۔ تو معزز میزبان کو مسیح موعود کا پیغام سنایا۔ جونہی جہاز نے رات کو حرکت کی۔ طبیعت خراب ہو گئی اور اس طرح ہائے اللہ کی آواز کے ساتھ دو روز گذار کر دار الحکومت گولڈ کوسٹ میں ۹ر دسمبر کو وارد ہوا۔

ایکرا میں مصروفیت

۹ر دسمبر سے ۱۴ر دسمبر تک ایکرا میں قیام کیا۔ اور مسجد ایکرا کے دوبارہ کھولنے کے سوال پر جو اسوقت میری تحریک سے حکومت گولڈ کوسٹ کے سامنے ہے مسلمانوں کے رؤسا سے ملاقاتیں کیں۔ اور حکام سے ملا۔ اور خدا کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ اس بارہ میں میری کوششیں بارور ہوئیں۔ اور انشاء اللہ مسجد جلد کھل جائیگی۔ میں نے ڈپٹی انسپکٹر جنرل پولیس۔ انسپکٹر جنرل پولیس۔ ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم۔ ڈسٹرکٹ کمشنر اور دوسرے سول حکام سے ملاقات کی جو اب کی مرتبہ خصوصیت سے بہت عزت کے ساتھ پیش آئے اور میں نے تعجب کیا کہ ان لوگوں میں سے ہر ایک کو میرا نام کس طرح یاد ہے۔ اور صحیح یاد ہے۔ انگلستان کی طرح مسٹر نیگر یا مسٹر نذر نہیں بلکہ ریورنڈ نیئر پوری صفائی سے پکارتے ہیں۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ حکام کے ساتھ جو غلط فہمیاں تھیں وہ رفع ہو گئیں۔ مگر جس قدر تکلیف ان کے ہاتھوں سے میں نے اٹھائی ہے۔ اسے محسوس کر کے کہنا پڑتا ہے

پتھر پڑیں صنم تیرے ایسے پیار پر
جب مر گئے تو آئے ہمارے مزار پر

ایکرا میں ہندوستانی دوستوں نے نہایت محبت کا حسب دستور سابق سلوک کیا۔ اور پوری۔ پکوڑے۔ حلوا۔ دودھ کھلانے کو ملا۔ جس سے افریقہ میں ہندوستان کا رنگ رہا۔

امام فوٹا احمدی ہو گیا

ایکرا میں جو امر میرے لئے خاص خوشی کا باعث ہے وہ یہ کہ مسلمانوں کے رؤسا کو میں نے چائے کی دعوت پر مدعو کیا اور سلسلہ عالیہ کی تعلیم اور حضرت مسیح پاک کے دعاوی پیش کئے۔ خطبہ الہامیہ اور استفتاء سے مسیح موعود کا کلام پاک پڑھ کر سنایا اس کے سننے کے بعد امام احمد فوٹا نے جو سینگال کے باشندہ اور سلسلہ تجانیہ کے معلم اور شریعت اسلام کے عالم ہیں۔ بلند آواز سے تمام لوگوں کے سامنے کہا۔ "میں صدق دل سے اس کلام پر ایمان لایا۔" الحمدللہ علی ذالک۔ مجھے اس عالم کے اعلان سے بہت خوشی ہے اللہ تعالیٰ اسے استقامت بخشے۔ آمین ثم آمین۔

ایک سے ایک ہزار

دوران قیام ایکرا میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک شامی مرتد جو ناواقفیت مذہب کے باعث عیسائی ہو گیا تھا۔ اسلام لایا اور صدق دل سے مسلمان ہوا۔ اور چیف اعلیٰ بڑی تلاش کے بعد ملنے کیلئے آیا۔ یہ چیف حلقہ سوم کا رئیس ہے۔ اور اتفاق سے ایکرا آیا ہوا تھا۔ اس نے اپنے اخلاص کا اظہار کیا۔ اور چونکہ میں نے اسے جماعت کی مردم شماری کی ہدایت کی ہوئی تھی۔ اس لئے اس نے بتایا کہ تعداد جماعت سوم قریباً ایک ہزار ہے۔ اسوقت تک میں نے شمار میں صرف عیسیٰ کو ایک شخص گنا تھا لیکن وہ ایک سے ایک ہزار ہو گیا۔ اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ گولڈ کوسٹ اب قریباً پانچ اور چھ ہزار نفوس کے درمیان ہے۔

ہز ایکسیلنسی گورنر سے خطاب

۱۴ر دسمبر کو جہاز پر سوار ہونے سے قبل میں آنریبل کولونیل سکرٹری اور ہز ایکسیلنسی بریگیڈیر جنرل ایف جی گرجز برگ گورنر اور کمانڈر انچیف گولڈ کوسٹ سے ملا۔ اور صاحب موصوف کو ٹیچنگ آف اسلام اور ریویو آف ریلیجنز کا تحفہ دیا۔ گورنر موصوف نے لیڈی گرجزبرگ سے خاکسار کا تعارف کرایا اور کہا "Muslim missionary" "اسلامی مبلغ" اور دوران گفتگو میں مجھ سے کہا "Do you want to convert me" "کیا آپ مجھے مسلمان بنانا چاہتے ہیں" میں نے کہا "Yes sir I do" "ہاں صاحب! میں چاہتا ہوں"

جہاز ایبنی

کنارۂ بحر سے جہاز تک سالٹ پانڈ کے تجربہ کی کم شکل پیمانہ پر مشق ہوئی۔ اور میں دوبارہ اس جہاز پر سوار ہوا۔ جو ۱۱ ماہ قبل مجھے انگلستان سے افریقہ لایا تھا۔ پرسر (Purser) جہاز نے مجھے بہترین کمرہ دیا۔ مگر میری قسمت میں دردسر لکھا ہے۔ اسے فسٹ کلاس سٹیٹ روم اور تین آدمیوں کی جگہ ایک مسافر کو دینا سٹورڈس کو خاص خدمت کی ہدایات (جس کے لئے افسران جہاز کا شکریہ) بدل نہیں سکتے۔ اللہ کی شان کہ سمندر میں تلاطم نہیں۔ جہاز بہترین جہاز ہے۔ جگہ بہترین جگہ ہے۔ مگر میں بھی بیمار ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہی اس راز کو سمجھتے ہیں۔ میں ایمان لایا۔ کہ اس میں مصلحت ہے۔ میں نے مذاقاً اپنی حالت کو درد زہ سے مشابہت دی۔ اور کہا کہ خشکی پر اتر کر یہ سب کچھ بھول جائے گا۔ اور نئے سفر کی تیاری ہو گی۔ بہرحال جہاز پر سوار ہو نائجیریا کا رخ کیا۔ میرے ہمسفر چونکہ گورنر نائجیریا بھی تھے۔ اس لئے پرائیویٹ سکرٹری صاحب گورنر موصوف کو بلا کر ان سے چند مفید باتیں کیں۔ اور ۱۵ر دسمبر کو ۱۷ ہفتہ کے بعد دار الحکومۃ نائجیریا میں دوبارہ آیا۔ چیف امام۔ احباب اور موٹریں استقبال کے لئے موجود تھیں۔

الحمدللہ علی ذالک۔

عبدالرحیم نیر

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۔ ۲۰ مارچ ۱۹۲۲ء

ہمارے ایڈریس پر "وکیل" کی نکتہ چینی

ہز رائل ہائی نس پرنس آف ویلز کی خدمت میں قائم مقامان جماعت احمدیہ نے جو خیر مقدمانہ ایڈریس پیش کیا۔ اور جسے ہم گذشتہ پرچہ میں شائع کر چکے ہیں۔ اس کے ایک فقرہ پر اخبار "وکیل" نے اپنے ۵ مارچ کے پرچہ میں نکتہ چینی کی ہے۔ جو اس لحاظ سے بہت ہی قابل افسوس ہے۔ کہ بغیر سوچے سمجھے اور اصل مطلب اور مدعا پر غور کئے جو جی میں آیا ہے۔ لکھ دیا گیا ہے۔

"وکیل" نے اُن الفاظ پر اپنی مخالفانہ تنقید کی بنا رکھی ہے۔ جن میں احمدیوں اور دوسرے مسلمانوں میں فرق بتایا گیا ہے۔ اور جو یہ ہیں کہ:۔

"ہم لوگ مسلمان ہیں۔ اور ہمیں اس نام پر فخر ہے۔ لیکن باوجود اس کے ہم میں اور دوسرے مسلمانوں میں ایک عظیم الشان خندق حائل ہے۔ کیونکہ ہم نے ان لوگوں کی طرح جو آج سے اُنیس سَو سال پہلے خدا کے ایک برگزیدہ کی آواز پر لبیک کہنے والے تھے۔ اِسوقت کے مامور حضرت مرزا غلام احمد صاحب ساکن قادیان ضلع گورداسپور کے ماننے والے ہیں۔ جنھیں اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔"

مذکورہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے۔ کہ ان میں جماعت احمدیہ کو ان لوگوں سے مشابہت دی گئی ہے۔ جو انیس سو سال قبل ایک برگزیدہ خدا پر ایمان لائے تھے۔ اور صاف ثابت ہے۔ کہ آج سے انیس سو سال قبل جو برگزیدہ خدا ہوا۔ وہ حضرت مسیح تھا۔ نہ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم۔ اور یہ بات مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے۔ اور نہ صرف مسلمان بلکہ دوسرے لوگ بھی اس سے اچھی طرح آگاہ ہیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آج سے انیس سو سال قبل مبعوث نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ آپ کی بعثت آج سے تیرہ سو (۱۳۰۰) سال قبل ہوئی تھی۔ اور اب پر چودھویں صدی گذر رہی ہے۔ پھر "وکیل" نے جس قدر عبارت نقل کی ہے اس کے ساتھ ہی یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ:۔

"ہمارے دوسرے بھائی (مسلمان) ان لوگوں کی طرح جنھوں نے حضرت مسیح کا انکار کر دیا تھا۔ اس (حضرت مرزا صاحب) کے منکر ہیں۔"

اب اگر کسی کو پتہ بھی معلوم ہوتا کہ انیس سو سال قبل وہ کونسا برگزیدہ خدا مبعوث ہوا تھا۔ جس کے قبول کرنیوالوں سے جماعت احمدیہ نے اپنے آپ کو مشابہت دی ہے تو مذکورہ بالا فقرہ سے وہ نہایت آسانی کے ساتھ سمجھ سکتا تھا۔ کہ اس سے مُراد حضرت مسیح ہیں۔ لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ وکیل کے سے اخبار نے جو اسلامی اخبار کہلاتا ہے۔ اور جسے صحیح اسلامی تعلیم سے [illegible] کا بڑا دعویٰ ہے۔ اور جو اسلامی تاریخ سے بڑی واقفیت رکھنے کا مدعی ہے۔ وہ اِتنا بھی نہیں جانتا کہ آج سے اُنیس سو سال قبل حضرت مسیح مبعوث ہوئے تھے نہ کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ اور بغیر سیاق وسباق کو پڑھے یہ سمجھ کر خامہ فرسائی شروع کر دیتا ہے۔ کہ آج سے اُنیس سو سال قبل جس برگزیدہ خدا کے مبعوث ہونے کا ذکر ہمارے ایڈریس میں کیا گیا ہے۔ اس سے مُراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

چنانچہ اسی بات کو مدنظر رکھ کر ایڈریس کے مندرجہ بالا الفاظ کے متعلق لکھتا ہے:۔

"یہ مشابہت ناقص اور غلط فہمی پھیلانیوالی ہے۔ ۱۹۰۰ سال پیشتر جو لوگ پیغمبر اسلام پر ایمان لائے وہ بُت پرست تھے۔ مشرک تھے۔ کفار تھے۔ میرزا غلام احمد صاحب پر ایمان لانیوالے ایمان لانے سے پہلے اور کچھ بھی ہوں۔ نہ تو بُت پرست تھے نہ مشرک تھے نہ کفار تھے۔ ۱۹۰۰ سال پیشتر کے ایمان لانیوالوں اور ۱۹۰۰ سال بعد کے ایمان لانیوالوں میں کوئی مماثلت نہیں ہوسکتی۔ اور جو وسیع خلیج اب نصف لاکھ پیروان مسیح موعود اور ۳۵۰ کروڑ مسلمانوں میں موجود ہے۔ یہ اس خلیج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتی۔ جو ۱۹۰۰ سال پیشتر کے مسلمانوں اور ان لوگوں کے درمیان حائل تھی۔ جو ایمان نہیں لائے تھے۔"

مذکورہ بالا سطور بتا رہی ہیں کہ کس طرح ان میں بار بار ۱۹۰۰ سال کا عدد استعمال کیا گیا ہے۔ اور ہر دفعہ اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کا زمانہ قرار دیا گیا ہے۔ اور اسی بنا پر مخالفت کا شور مچایا گیا ہے۔ اور پھر یہی نہیں سارے مضمون میں متعدد بار ایسا ہی کیا گیا ہے۔ لیکن کیا یہ اس امر کا ثبوت نہیں کہ لکھنے والے نے یہ جو کچھ لکھا ہے۔ ہوش وحواس کو جواب دیکر اور علم وعقل کو بالائے طاق رکھ کر محض مخالفت کرنے کا شوق پُورا کرنے کے لئے لکھا ہے۔ یا وہ اسقدر نادان اور جاہل ہے کہ اِتنا بھی نہیں جانتا۔ ۱۹۰۰ سال [illegible] بعثت کا زمانہ ہے [illegible] رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کا۔ دونوں [illegible] میں سے کوئی بھی ہو۔ اس سے "وکیل" کی نکتہ چینی کی حقیقت اور وقعت عیاں ہے۔ اور آسانی کے ساتھ ہر ایک عقلمند انسان سمجھ سکتا ہے کہ جس شخص میں غور کرنے کا اِتنا بھی مادہ نہیں ہے کہ ایڈریس میں بیان شدہ ایک موٹی سی بات کو صحیح طور پر سمجھ سکے۔ اور جو جلد بازی کا اس قدر عادی ہے کہ ساتھ کا دوسرا فقرہ پڑھے بغیر ہی قلم سنبھال مخالفت میں لکھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس کی نکتہ چینی سراسر بیہودہ اور لغو ہے۔

معلوم ہوتا ہے۔ ایڈیٹر صاحب "وکیل" اس مخالفت سے فائدہ اُٹھانے کے لئے جو ہمارے خلاف عام لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ ہر وقت منتظر رہتے ہیں۔ کہ کوئی بات ان کے ہاتھ آئے۔ اور وہ ہمارے خلاف بغیر سوچے سمجھے مضمون لکھ ماریں۔ لیکن کیا صداقت شعاری اور حق پسندی اسی کا نام ہے۔ اس کا جواب ہم

ایڈیٹر صاحب وکیل سے نہیں چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس حد سے گذر چکے ہیں۔ جس میں ایسے سوال کا جواب دینے کی اہلیت پائی جاتی ہے۔ بلکہ غیر جانبدار حق پسند اصحاب سے ہمارا خطاب ہے۔ اگرچہ یہ بتانے کے بعد کہ وکیل نے جس بنا پر نکتہ چینی ہے۔ وہی غلط اور صریحاً غلط ہے۔ انکی ساری تحریر رد ہو جاتی ہے لیکن مختصراً بقیہ حصہ مضمون کے متعلق بھی عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ یوں ہماری مخالفت اور ضد میں آکر خواہ کوئی کچھ کہہ دے۔ لیکن اس میں ذرا بھی کلام نہیں۔ کہ اسوقت مسلمان کہلانے والوں کی وہی حالت ہے۔ جو ان لوگوں کی تھی۔ جن کی اصلاح کے لئے رسول کریمؐ مبعوث ہوئے تھے۔ کونسی برائی ہے۔ جو مسلمانوں میں نہیں پائی جاتی۔ اور کونسا اسلامی حکم ہے۔ جسپر وہ عمل پیرا ہیں۔ مختصر یہ کہ ان پر وہ زمانہ آچکا ہے۔ جس کی خبر رسول کریمؐ نے خود دی تھی کہ ایک وقت آئیگا۔ جبکہ میری اُمت یہود و نصاریٰ کے قدم بقدم چلیگی۔ اور یہ ہم ہی نہیں کہتے بلکہ مسلمانوں کے علماء وغیرہ خود کہتے ہیں۔ اگر [illegible] تو ہم [illegible] اس کی تسلی کرنے کے لئے تیار ہیں۔ فی الحال وکیل اس نظم کا ایک ہی بند پڑھ لے۔ جو رسالہ خطیب کے تازہ پرچہ میں ایک مشہور شاعر کا نکلا ہے۔ اور جو یہ ہے:-

"پیرو شرع نہیں حامیٔ ملت بھی نہیں
ربط الفت بھی نہیں چشم عنایت بھی نہیں
شرم و غیرت بھی نہیں خلق و مروت بھی نہیں
حیف ہے دین کی تعلیم سے رغبت بھی نہیں
بادۂ نخوت و پندار سے سرشار ہیں ہم
ہیں مسلماں مگر اسلام سے بیزار ہیں ہم"

ایسی حالت میں ایک مامور اور نبی کا یہی کام تھا کہ نام کے مسلمانوں کو حقیقی مسلمان بنائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

رہی یہ بات کہ اس سے لوگوں کو رشتۂ محبت و الفت میں جکڑنے کی بجائے ان میں پھوٹ ڈالی گئی۔ اگر دنیا بھر اچھے کو برے سے۔ گلے سڑے کو صحیح و سالم سے جدا کرنے کا نام پھوٹ ہے۔ تو اسکو بھی پھوٹ کہا جاسکتا ہے۔ لیکن اگر ایسا نہیں۔ تو اسلام کی صحیح تعلیم پر چلنے والوں اور ننگ اسلام لوگوں کو ایک دوسرے سے جدا کرنا بھی پھوٹ نہیں۔ اسے پھوٹ قرار دینے والے کو تمام انبیاء کے متعلق یہ کہنا پڑیگا کہ انھوں نے دنیا میں آکر پھوٹ ڈلوادی۔ کیونکہ ہر نبی کے وقت ماننے اور نہ ماننے والوں کے علیحدہ علیحدہ گروہ بن گئے۔ اس بات کا وکیل بھی انکار نہیں کرسکا۔ مگر وہ یہ تسلیم کرنے کے ساتھ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت بھی دو ہی گروہ بنے تھے۔ اسپر یہ اضافہ کرتا ہے کہ اس وقت

"کفار کو کفار سے علیحدہ نہیں کیا گیا۔ اور نہ ایک ہی عقیدہ کے لوگوں میں پھوٹ ڈالی گئی۔ ایک ہی عمارت کو منہدم کرکے اسکی اینٹیں بکھیرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ ایک قومیت کا شیرازہ پراگندہ نہیں کیا گیا۔ برخلاف اس کے احمدی تحریک کا نتیجہ ہوا۔ ایک ہی خدا کے ماننے والے ایک ہی رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) کے نام لیوا ایک ہی کتاب پر ایمان رکھنے والے غرض کہ ایک ہی عقیدہ ایک ہی قومیت اور ایک ہی ملت کے افراد ایک دوسرے سے جدا ہو گئے ہیں"

اگرچہ اس کا جواب اور رنگ میں بھی دیا جاسکتا ہے لیکن بیان کو مختصر کرنے کے لئے اور جلد اصل مطلب تک پہنچنے کے لئے "وکیل" سے ہم گذارش کرینگے۔ کہ وہ مہربانی کرکے حضرت مرزا صاحب کی مثال کو حضرت مسیح کی مثال سے مطابقت دے۔ جن کے آپ مثیل ہیں۔ اور جن کے ساتھ [illegible] آپ کو مشابہت دیگئی ہے (جسے وکیل اپنی کوتہ فہمی سے سمجھ نہیں سکا) اور پھر بتائے کہ کیا حضرت مسیح نے ایک ہی خدا کے ماننے والے ایک ہی رسول (حضرت موسیٰ) کے نام لیوا ایک ہی کتاب (توریت) پر ایمان رکھنے والے غرضکہ ایک ہی عقیدہ ایک ہی قومیت اور ایک ہی ملت کے افراد ایک دوسرے سے جدا کئے تھے یا نہیں۔ اور کیا حضرت مسیح نے بنی اسرائیل میں سے ہی اپنے ماننے والوں کو دوسروں سے الگ کیا تھا یا نہیں۔ اگر کیا تھا۔ اور یقیناً کیا تھا۔ تو ان کے متعلق "وکیل" کا کیا خیال ہے۔ کیا ان کے متعلق بھی وہ یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ انھوں نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈالدی۔ ایک عمارت کو منہدم کرکے اس کی اینٹوں کو بکھیر دیا۔ ایک قومیت کا شیرازہ پراگندہ کر دیا۔ اگر وہ یہ الزام حضرت مسیح پر لگانے میں حق بجانب ہو سکتا ہے۔ تو ان کے مثیل حضرت مسیح موعود پر بھی لگالے۔

ممکن ہے۔ "وکیل" کو حضرت مسیح کے متعلق یہ تسلیم کرنے میں تامل ہو۔ کہ انہوں نے ایک ہی خدا ایک ہی رسول۔ ایک ہی کتاب کے ماننے والوں اور ایک ہی قومیت کے لوگوں میں سے ان کو علیحدہ کر لیا تھا۔ جنھوں نے انہیں قبول کیا تھا۔ اسلئے اس بارے میں وکیل کا اپنا ہی بیان پیش کیا جاتا ہے:-

۱۳ دسمبر کے وکیل میں ایک مختصر سا ایڈیٹوریل نوٹ شائع ہو چکا ہے جسمیں لکھا ہے:-

"جناب مسیح نے کہا ہے کہ میں دنیا میں صلح کرانے نہیں بلکہ نفاق ڈلوانے آیا ہوں۔ چنانچہ ایک اور جگہ کہا ہے میں باپ کو بیٹے سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کرنے آیا ہوں۔ ان الفاظ سے جناب مسیح کا مطلب یہ تھا کہ میری تعلیم کے باعث کئی بیٹے والدین سے اور کئی بھائی اپنے بھائیوں سے تعلقات منقطع کر لینگے"

اگر ایک نبی کا اپنے ماننے والوں کو دوسروں سے علیحدہ کر لینے کا نام پھوٹ۔ نا اتفاقی اور بدامنی ہو سکتا ہے۔ تو وکیل ہی بتائے۔ کہ حضرت مسیح کی تعلیم کا جو مطلب اس نے مذکورہ بالا الفاظ میں بیان کیا ہے۔ اس سے بڑھکر پھوٹ ڈلوانے کی اور کیا صورت ہو سکتی ہے۔

کیا یہ تعجب کی بات نہیں۔ کہ حضرت مسیح کی جس تعلیم کو چند ہی روز قبل وکیل فخریہ رنگ میں پیش کرتا۔ اور اسپر کاربند ہونے کا مطلب بھی سمجھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود کے متعلق اسی کو محل اعتراض قرار دیتا اور اسپر بڑا واویلا مچاتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ انبیاء اُسوقت دنیا میں آتے ہیں

جبکہ بدی اور برائی ہر جگہ اپنا تسلط جمائے ہوتی ہے لوگ خواہ نام کے لحاظ سے کچھ ہی کہلائیں۔ لیکن اصل میں خدا تعالیٰ سے بالکل دور ہوتے ہیں۔ ایسی حالت میں جو سعید روحیں ہوتی ہیں۔ وہ انبیاء کی آواز پر لبیک کہتی ہیں۔ اور ان کے جھنڈے تلے جمع ہو جاتی ہیں۔ پھر ان کے ذریعہ دنیا میں امن قائم کیا جاتا۔ اور اتفاق و اتحاد پیدا ہوتا ہے۔

اس مضمون کو ختم کرنے سے قبل ہم وکیل کو مشورہ دینگے۔ کہ وہ ہمارے متعلق کچھ لکھتے وقت سمجھ سوچ کر لکھا کرے۔ تاکہ جہاں اس کے علم و عقل کی پردہ دری نہ ہو۔ وہاں ہمیں بھی جواب دہی کی بے فائدہ زحمت نہ اٹھانی پڑے ❊

آریوں کے دعووں کی حقیقت

آریوں نے اپنے ابتدائی ایام میں کیا کیا خیالی پلاؤ پکائے۔ اور کیا کیا دعوے کئے یورپ کو ہلا دینے کے خواب انھوں نے دیکھے۔ امریکہ کو آریہ بنا لینے کا وہم ان کو سمایا۔ مکہ معظمہ میں ویدک جھنڈا لہرانے کے سراب انھیں نظر آئے۔ اگرچہ سمجھدار اور حقیقت شناس ان کی اس قسم کی باتیں سنتے اور ہنس دیتے۔ لیکن انھیں سوائے ایسے دعووں کو زور شور سے پیش کرنے کے کوئی کام ہی نہ تھا۔ جلسوں میں اسی مطلب کے شعر پڑھے جاتے۔ بھجن منڈلیاں تالی کے ساتھ انہی مضمونوں کے گیت گاتیں۔ اور آریہ صاحبان جھوم جھوم کر سنتے اور بے خود ہو جاتے۔ لیکن کوئی بڑا عرصہ گذرنے نہیں پایا۔ صرف چند ہی سال کے اندر اندر جو کچھ ہوا۔ اس کے متعلق ہم سے نہ پوچھئے خود آریہ صاحبان کی زبانی سن لیجئے۔

۱۲ مارچ کا آریہ اخبار پرکاش

"آئیں گے خط عرب سے ان میں لکھا یہ ہوگا
گورو کل کا برہم چاری ہلچل مچا رہا ہے"

کو پیش کرکے لکھتا ہے:۔

"جس وقت آریہ کیجنیاک اس شعر کو گا کر سنایا کرتے تھے۔ لوگ ہزاروں کی تعداد میں وجد میں آ کر سر ہلایا کرتے تھے۔ یہ کیوں اسلئے کہ یہی ان کی دلی خواہش تھی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ وہ محض خواب تھے لیکن مصیبت یہ ہے۔ کہ آریوں نے اب تو وہ خواب بھی لینے چھوڑ دئے ہیں۔ کسی جلسہ میں اب اس قسم کے بھجن سننے میں نہیں آتے۔ آریوں کی امنگیں وہ امنگیں نہیں رہیں"

ایسا کیوں ہوا۔ اسلئے کہ دنیا میں شور و شر کے ساتھ زبانی دعوے وہ کام نہیں کر سکتے۔ جو صداقت اور حق خموشی کے ساتھ کرتا ہے۔ اور درشت کلامی اور نکتہ چینی وہ نتیجہ نہیں پیدا کر سکتی۔ جو روحانیت اور صفائی قلب پیدا کرتی ہے۔ بیچارے آریوں کے پاس سوائے اس کے رکھا ہی کیا ہے۔ کہ دیگر مذاہب پر غلط سلط اور بے ہودہ اعتراض کر دیں۔ ان کے بزرگوں اور مقدس راہنماؤں پر گندے اور ناپاک الزام لگا دیں یا روح مادہ کی دور از کار بحثیں شروع کر دیں۔ مگر یہ کوئی ایسی باتیں نہیں ہیں۔ جو دوسروں کو اپنی طرف کھینچ سکیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آریوں کو اس میں سخت ناکامی ہوئی۔ اور جو ایک آدھ شدھی کی بھی گئی وہ انھیں بہت مہنگی پڑی۔ اس کا لازمی نتیجہ یہی ہونا چاہیئے تھا۔ کہ یورپ۔ امریکہ۔ عرب۔ بلکہ ساری دنیا کو آریہ بنانے کے جو خواب وہ دیکھا کرتے تھے۔ ان سے باز آ جائیں۔ اس پر پرکاش یا کسی اور کے لئے حیران ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔

آریہ سماج کی تنگدلی

آریوں کے دعاوی کے اس قسم کے خوابوں کے رد ہو چکنے پر اظہار حیرت کرنے کے علاوہ پرکاش کو آریوں کے متعلق زیادہ افسوس اس بات کا ہے کہ:۔

"خیالات میں اسقدر فرق آ گیا ہے کہ اب آریہ سماج کی ویدی (سٹیج) پر سے حضرت محمدؐ کے جیون کی خوبیاں دکھلانے کی کوشش کی جاتی ہے"

اگر فی الواقعہ ایسا ہے تو بیشک یہ حیرت کا مقام ہے کیونکہ آریہ سماج جس کے بانی نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات قدسی صفات پر گندے اور ناپاک الزام لگا کر اپنی فطرتی خصلت کا اظہار کیا۔ اس کے پیرو کہلانیوالے رسول کریمؐ کی کسی خوبی کا اعتراف کر سکیں۔ خواہ وہ خوبی سورج سے زیادہ روشن کیوں نہ ہو۔ بہت مشکل ہے۔ مقدس انسانوں کی ہتک اور بے ادبی کرنا جب آریہ سماج کے بنیادی اصول میں سے ہے۔ تو اسے ترک کرنیوالوں پر پرکاش کو حیرت ہونا لازمی امر ہے۔ لیکن کیا وہ مسلمان "پرکاش" کے ان الفاظ کو پڑھکر اپنے گریبان میں منہ نہ ڈالینگے۔ اور آریہ سماج کی اس تنگدلی پر غور کرینگے۔ جو بانی آریہ سماج کی تعریف و توصیف میں لمبے چوڑے مضامین لکھتے۔ اور زمین و آسمان کے قلابے ملاتے رہتے ہیں۔ کیا اسلامی غیرت کا یہی تقاضا ہونا چاہیئے کہ آریہ تو رسول کریمؐ کی کسی خوبی کا اظہار بھی اپنی سٹیج پر پسند نہ کریں۔ لیکن مسلمان کہلانیوالے صفحے کے صفحے اس شخص کی مدح سرائی میں سیاہ کر دیں۔ جس نے آریہ سماج کو کھڑا کیا۔ اور جس نے رسول کریم کی ہتک میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اس بارہ میں ہمیں عام مسلمانوں کو چھوڑ کر اپنے غیر مبایع اصحاب پر زیادہ گلہ ہے۔ جو آریہ اخباروں کے رشی نمبروں میں پنڈت دیانند صاحب کی شان میں قصیدہ خوانی کرتے رہتے ہیں ❊

زمانہ کا سبق مسلمانوں کو

عام مسلمانوں کو اور دوسرے علماء کو عموماً اور مولوی عبد الباری صاحب نے خصوصاً مسٹر گاندھی کی تقلید اور ان کے ہر قول کی تعمیل کو مسلمانوں کیلئے جس قدر ضروری اور اہم قرار دیا وہ انکی تحریروں اور تقریروں سے ظاہر ہے۔ اس پر کئی قدر تاریخ ہوتا کہ مسلمان کہلانیوالے ایک مخالف اسلام کے پیچھے کیوں چل رہے ہیں۔ اور اس بات کا ہم نے کئی بار اظہار بھی کیا اور اپنی کامیابی کا ذریعہ ایک غیر مسلم کو سمجھنے سے باز رہنے کا مشورہ بھی دیا۔ لیکن کسی نے توجہ نہ کی۔ اب مولوی عبد الباری صاحب نے ہی جمعیۃ العلماء کے جلسہ میں خطبہ صدارت پڑھتے ہوئے فرمایا ہے:۔

"اگرچہ میں گاندھی صاحب کا جیسا پہلے مخلص تھا ویسا ہی اب بھی ہوں۔ مجھ کو انکی ذات سے توقع ہے کہ وہ تدارک کر لینگے۔ لیکن انسان کی طبیعت کا کیا اعتبار ہے اسلئے خدا پر اعتماد کرکے چند دن تک نتائج کا انتظار کیجئے۔ اور اپنا دستور العمل بدید بدلنا"

حضرت خلیفۃ المسیح کی ڈائری

۱۷ فروری یوم الجمعۃ المبارکہ بعد نماز فجر

انگلیاں چٹخانا فرمایا۔ پٹاخے نکالنے (انگلیاں چٹخانے) سے نقصان ہوتا ہے۔ دماغی قوت زائل ہوتی ہے۔ مگر ہمارے ملک میں اس کا بہت رواج ہے۔ یہانتک کہ بعض لوگ اگر نہ چٹخائیں۔ تو انکی طبیعت گھبراتی ہے۔ مگر میں کبھی ہاتھ دبواؤں تو بھی احتیاط رکھتا ہوں۔ کہ انگلیاں نہ چٹخائی جائیں۔

حافظ جمال احمد صاحب نے پوچھا کیا اور جگہ مثلاً پیٹھ وغیرہ چٹخانے سے بھی نقصان ہوتا ہے۔

فرمایا۔ اصل یہ ہے کہ ہر ایک غیر طبعی حرکت سے نقصان ہوتا ہے۔ کیونکہ ایک چھوٹی سی حرکت سے انسان کے جسم کے دس لاکھ ذرے تحلیل ہو جاتے ہیں۔

مسمریزم شہزادہ عبد المجید صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ آپ نے تو مسمریزم سیکھا ہوگا شہزادہ صاحب نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کہ قوت کشش کا ذریعہ بہت زیادہ ہاتھوں میں ہے۔ شہزادہ صاحب نے کہا بلکہ انگلیوں کے پوروں میں سب سے زیادہ ہے۔

فرمایا۔ اسی واسطے جو لوگ ہاتھوں کو ناجائز حرکت دیتے ہیں۔ ان کی قوت دماغی کمزور ہو جاتی ہے۔

کسی صاحب نے کہا۔ پہلوانی کرنا بھی نقصان دہ ہوگا۔ فرمایا۔ جو حرکت ایسی ہو کہ دماغ اسکو محسوس کرتا ہو۔ تو اس کا حصہ برابر ہو کر نقصان نہیں رہتا۔ ہاں جن لوگوں کو بیکار ہاتھ ہلانے یا پاؤں ہلانے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ان کو نقصان ہوتا ہے۔ اسی لئے کہتے ہیں۔ مسمریزم کسی استاد سے سیکھنا چاہئے کیونکہ ہاتھ کی حرکت اگر زیادہ ہو جائے تو دماغ کی قوت ضائع ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

قرآن کی جامعیت فرمایا۔ آئس لینڈ جو برفانی ملک ہے۔ وہاں جب عیسائی گئے تو انہوں نے لوگوں کو سنانا شروع کیا کہ دوزخ گندھک اور آگ اور اندھیرا ہوگا۔ لوگ (آئس لینڈ والے) یہ سنکر ناچنے اچھلنے لگے۔ کہ پھر تو بڑا اچھا ہوگا۔ اب عیسائی وہاں یہی بیان کرتے ہیں کہ دوزخ میں سخت سردی ہوگی قرآن شریف نے جامع بیان کر دیا ہے۔ یہ واعظ خود سمجھ لیگا کہ اس جگہہ کونسی بات بیان کرنا مناسب ہے۔

ضرورت مجدد فرمایا۔ اسی واسطے ہر زمانہ میں مجدد کی ضرورت ہے کہ وہ اقتضاء زمانہ بیان کرے۔

اور یہ بات صوفیاء میں پائی جاتی ہے۔ مثلاً شیخ محی الدین العربی کی تالیفات دیکھی جائیں۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ ہمارے زمانہ کی ضروریات کے مطابق بحث کر رہے ہیں۔ آیۃ القی الشیطان فی امنیتہ میں تمام مفسرین اور علماء ظاہر اسی طرف گئے ہیں۔ کہ کوئی واقعہ ضرور ہوا تھا۔ (یعنی قصہ غرانیق کی روایت) مگر شیخ محی الدین عربی لکھتے ہیں۔ آخر یہ بھی تو سمجھو کہ کس کے متعلق کہتے ہو۔ اس کے معنے تو یہ ہیں کہ نبی جب کوئی آرزو کرے تو شیطان اسمیں روک ڈالتا ہے۔ کہ نبی کی آرزو پوری نہ ہو مگر خدا تعالے شیطان کی روک مٹا کر نبی کی آرزو پوری کرتا ہے۔

علماء اور صوفیاء کی کتب میں فرق فرمایا اگر علماء ظاہر کی تفسیریں موجودہ ضروریات کے مطابق دیکھی جائیں تو اکثر کاٹ دی جائیں۔ صرف چند ورق رہجائیں گے۔ مگر صوفیاء کی کتابیں دیکھی جائیں تو سب کی سب کارآمد ہونگی۔ ضروریات موجودہ کی نظر سے صرف چند سطریں کٹینگی اور وہ بھی وہ جن کی صرف طرز ادا بدلنے کی ضرورت ہو گی۔

فرمایا۔ سید عبد القادر جیلانی فتوح الغیب میں مسئلہ تقدیر پر بڑا زور دیتے ہیں۔

(۲۱ جنوری ۱۹۲۲ء بعد نماز صبح)

رسالہ تحفہ پرنس کا مسودہ آج صبح مسجد مبارک میں نماز پڑھنے والے باہر کے محلوں کے احباب بھی تھے کیونکہ حضور نے اپنی تازہ تصنیف تحفہ شہزادہ ویلز کا مسودہ سنانا تھا۔ اس لئے بہت سے احباب نے چھت پر بھی نماز پڑھی۔ نماز کے بعد مسجد کے اندر سب احباب جمع ہو گئے۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح نے فرمایا کہ احباب حلقہ وسیع کر لیں۔ اور جن احباب نے مشورہ دینا ہے۔ وہ آگے آجائیں۔ اس کے بعد مندرجہ ذیل احباب کو آگے طلب فرمایا۔ مولوی سید سرور شاہ صاحب۔ حافظ روشن علی صاحب۔ مولوی شیر علی صاحب۔ میاں بشیر احمد صاحب۔ شیخ عبد الرحمن صاحب (مصری) مولوی محمد اسمٰعیل صاحب۔ میر محمد اسحٰق صاحب۔ مولوی فضل الدین صاحب قاضی اکمل صاحب (مگر قاضی اکمل صاحب بوجہ علالت حاضر نہو سکے۔) قاضی امیر حسین صاحب اور پھر فرمایا کہ ولایت میں تبلیغ کرنیوالے بھی آگے آجائیں۔ کیونکہ وہ ان کے مذاق کو سمجھتے ہیں۔ اسپر چوہدری فتح محمد صاحب اور قاضی عبد اللہ صاحب اس حلقہ میں آگئے۔ مسودہ سنانے سے پہلے فرمایا۔ خیال تھا کہ مختصر رسالہ ہوگا مگر اسی صفحہ کا ہو گیا۔ جب تمام احباب جمع ہو گئے۔ تو حضور نے مسودہ پڑھنا شروع کیا۔

تحفہ کا نام جب مضمون ختم ہو چکا تو اس کے نام کے متعلق سوال ہوا۔ فرمایا میرا خیال ہے۔ کہ اسکا نام تحفۃ الملوک نمبر ۲ رکھا جائے۔ تحفۃ الملوک کا پہلا نمبر مسلمان حکمرانوں کے لئے تھا۔ اور یہ عیسائیوں کیلئے ہے۔ فرمایا اس کے پیش کرنے کے لئے ایک چاندی کا خوبصورت اور قیمتی کاسکٹ بنوایا جائے اور اسپر چاندی ہی کے حروف میں وہ تعداد لکھی جائے۔ جن کی طرف سے یہ چھپوایا جائے۔

فرمایا۔ ولایت کے اخباروں میں بھیجا جائے اور ہمارے مبلغین وہاں کے لارڈوں وغیرہ سے ملکر ان کو یہ تحفہ دیں۔

فرمایا۔ یورپ کے لئے یہ ایسی مختصر کتاب تیار ہو گئی ہے جو پہلے نہ تھی۔ آخری دن دیر تک رات کو لکھتا رہا حتیٰ کہ کھانا بھی نہیں کھایا۔ سنا ہے پیٹ خالی ہو تو اچھا لکھا جاتا ہے۔ (مسکرا کر فرمایا) کہتے ہیں بھوکا شیر خوب لڑتا ہے۔

فرمایا۔ اصل میں تو یہ دو تین دن ہی میں لکھا گیا ہے۔ جلسہ کے بعد چھ صفحے لکھے گئے تھے۔ اب دو تین دن میں لکھا گیا ہے۔ ایک دن تو ایسا ہوا کہ میرے سر میں شدید درد شروع ہو گیا۔ اور آثار بخار کے

نظر آنے لگے۔ اور میں نے قلم رکھدیا۔ اور سمجھا کہ مضمون نہیں لکھا جائیگا۔ میں نے تکیہ پر سر رکھ دیا۔ اور بیٹھ کر نماز پڑھی۔ اس کے بعد چند ایک سطروں کی جگہ خالی نظر آئی۔ میں نے کہا۔ چلو اس کو تو کسی طرح ختم کریں۔ جب میں نے لکھنا شروع کیا۔ تو مضمون کھل گیا۔ اور سر درد موقوف ہو گیا۔ پہلے پتہ نہ لگتا تھا کہ یہ مضمون کدھر جائیگا۔ اب جو کچھ لکھا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے سب طرف سے پھیر کر اس کی طرف لایا گیا ہوں۔

اس مضمون میں جہاں حضرت اقدس کے معجزات کی اقسام کا ذکر آیا ہے۔ اس کے متعلق فرمایا کہ ہماری جماعت کے لوگوں کو ادھر توجہ کرنی چاہیئے۔ اگر وہ مختلف اقسام کو سامنے رکھ کر حضرت اقدس کے معجزات کو دیکھیں گے۔ تو لاکھوں ہی نظر آئینگے۔ فرمایا حضرت اقدس کا الہام نکلا ہے۔ ۲۵ رفروری کے بعد وہ شاید اس تحفہ سے بھی تعلق رکھتا ہو۔ اور اس طرح پورا ہو۔

(۲۳ رجنوری سنہ ۱۹۲۲ء۔ بعد نماز صبح)

آج صبح کی نماز کے بعد شیخ فضل الرحمن صاحب نے بغرض تبلیغ نائجیریا روانہ ہونا تھا۔ حضور نے ان کی کاپی پر اپنے قلم مبارک سے ہدایات لکھ کر دیں۔ اور کچھ زبانی ارشادات فرمائیں۔ اور پھر دیر تک پہلے ان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر اور پھر ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

زبانی حسب ذیل نصائح فرمائیں:-

ایک مبلغ کو نصائح

(۱) وہاں کی زبان سیکھنے کی کوشش کریں۔ کیونکہ اس کے بغیر تبلیغ نہیں ہو سکتی ؛

(۲) جن لوگوں میں آپ تبلیغ کریں۔ ان سے نہایت محبت اور پیار اور حکمت سے کام لیں۔ اور ایک انتظام کے ماتحت ان کو رکھیں۔ مثلاً مختلف آدمی مقرر کئے جائیں۔ جو ان کی نگرانی کریں۔ نمازوں میں باقاعدگی کے متعلق بھی انتظام کیا جائے ؛

(۳) وہ قومیں اپنے سرداروں کا بہت ادب کرتی ہیں اسلئے ان سے معاملہ کرتے وقت کوئی ایسی بات نہ ہو جو ان کو بُری لگے۔ اور جب نصیحت کریں۔ تو علیحدگی میں کریں۔ تاکہ وہ بھی اپنی ہتک نہ سمجھیں۔ ہاں الگ ہو کر دونوں گروہوں کو ذہن نشین کرانے کی کوشش کریں کہ مذہبی طور پر ان کا سردار وہی ہے۔ جو ہمارا آدمی ہو گا۔

(۴) چونکہ ان لوگوں کے دماغ ابھی بہت موٹے ہیں باریک باتوں کو ابھی نہیں سمجھ سکتے۔ مثلاً یہی کہ جنت میں انعامات جو ہونگے۔ تو مثلاً نمازیں متمثل ہو کر پھلوں کی شکل میں ملینگی۔ اسلئے ان کے لئے یہی کافی ہو گا۔ کہ دوزخ ایک ایسی چیز ہے۔ جہاں خدا کی نافرمانی سے انسان جاتا ہے اور جہاں سخت عذاب ہوتے ہیں۔ اور جنت وہ چیز ہے جہاں اس انسان کو جو خدا اور اس کے رسول کے احکام کو بجالائے۔ بڑی بڑی راحتیں اور آرام ملتے ہیں۔ پر اس سے یہ مطلب نہیں کہ ان کو اعلیٰ تعلیم دی ہی نہ جائے بلکہ پہلی بات ذہن نشین ہونے کے بعد تدریجاً بتائیں ؛

(۵) انسان کو سُست کبھی نہ ہونا چاہیئے۔ ہمیشہ چست رہے۔ اور اس کے لئے کچھ ورزش کرتے رہنا چاہیئے مثلاً چلنا پھرنا ہی سہی۔ اس کا رُوح سے بہت تعلق ہوتا ہے۔ انبیاء کبھی سُست نہیں ہوتے ؛

(۶) اپنا کام کرتے وقت کبھی یہ خیال دل میں مت لاؤ کہ لوگ میرا کام کرینگے۔ کسی دوسرے پر نگاہ مت رکھو۔ ہاں اگر کوئی دوسرا شخص اس نیت سے کام کرے کہ مجھے اس کا کام کرنے سے ثواب ہو گا۔ تو اس کی نیت کا بھی لحاظ رکھیں ؛

(۷) اخلاق کا خاص خیال رکھیں۔ جہاں تک ہو سکے اخلاق میں درستی پیدا کریں۔ حکام سے معاملہ کرتے وقت بھی مناسب ادب سے پیش آئیں۔ اور اپنی تعلیم کی حقیقت سے ان کو بھی آگاہ کرتے رہنا چاہیئے۔ ان لوگوں کے اختیار میں بھی کچھ ہوتا ہے۔ خواہ مخواہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان کو چڑانا نہیں چاہیئے ؛

(۸) پھر جن لوگوں میں آپ تبلیغ کرینگے۔ ان میں آجکل یہ خیال خاص طور پر جوش سے پھیلا ہوا ہے کہ دُنیا ہمیں حقیر جانتی۔ اور ہم سے نفرت کرتی ہے۔ اسلئے ان سے محبت سے معاملہ کریں۔ اور یہ بات ان پر ظاہر نہ ہونے دیں۔ اور ان کو ذہن نشین کرائیں کہ دنیا جو ان سے نفرت کرتی ہے۔ اس کی وجہ عدم ایمان ہے۔ اس لئے ان کو قوموں سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ ان کے مذہب کو حقیر جانیں۔ ان میں آجکل اس بات کی وجہ سے اسقدر جوش پھیلا ہوا ہے۔ کہ وہ چاہتے ہیں کہ ساری دنیا کو تباہ کر کے ان کی نسلیں آباد ہو جائیں۔ اور اس جوش کو دیکھ کر مجھے خیال آتا ہے۔ کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ مکہ پر ایک حبشی حملہ کریگا۔ تو اس کا کہیں یہی مطلب نہ ہو۔

(۹) اپنی عادات میں۔ لباس میں۔ کھانے پینے میں ہمیشہ کفایت مدنظر رہے۔ کفایت سے انسان کو شکر کی عادت پیدا ہوتی ہے۔ اور شکر کے بعد بڑی بڑی نعمتیں ملتی ہیں۔ ایک انسان جس کو کفایت کی عادت نہ ہو۔ اسے اگر بڑی بڑی نعمتیں بھی مل جائیں۔ تو وہ یہی سمجھتا ہے کہ میرا حق تھا۔ مجھے کیا ملا۔ پس جو کفایت شعار نہیں ہوتا۔ اس کے دل سے شکر کبھی نہیں نکلتا ؛

غزل فارسی بہ تتبع امام ربانی محبوب سبحانی سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی

(از جناب سید صادق حسین صاحب اٹاوی)

یاد روئے تو بود ہمدم و جانانۂ ما
ذکر خوئے تو دوا بے دل دیوانۂ ما

داستا نیست کہن قصہ قیس و فرہاد
عشق را دفتر تازہ بود افسانۂ ما

ہائے و ہوئے من شوریدہ جہانرا آشفت
خلق در شور و شر از نعرۂ مستانۂ ما

زاہد گوشہ نشین! اے بحقیقت نبری
گر نہ داری اثر صحبت رندانۂ ما

نشوی واقف اسرار طریقت نشوی
جرعۂ گر نخوری از مے خمخانۂ ما

لاف تقوی مزن اے شیخ بیا و بنگر
از خم ساقی کوثر مے پیمانۂ ما

بسیہ کاری خود پیش خدا چوں گریم
قطرۂ اشک بود گوہر یکدانۂ ما

رخت جاں را تو بے شمع رخش پاک بسوز
تاکہ او گوید اے سوختہ پروانۂ ما

در دل صادق مسکین چہ شوی جلوہ فروز ؛ رشک فردوس شود منزل ویرانۂ ما *

مدرسہ احمدیہ کے متعلق

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد

تبلیغ اور اشاعت اسلام کے لئے قوم کو مدرسہ احمدیہ جیسی درسگاہ کی جس قدر ضرورت ہے ۔ اس کے بیان کے لئے مجھے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی حاجت نہیں ۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا ارشاد ہی قوم تک پہنچا دینا کافی ہے ۔ قوم کے ذی ثروت احباب حضور کے اس ارشاد کو بغور پڑھیں اور دیکھیں کہ انھوں نے حضور کے ارشاد کی تعمیل میں اتنے عظیم الشان اور اہم درسگاہ کی ترقی اور اس کو بلند بنانے میں کہاں تک توجہ فرمائی ہے ۔ اگر انجمن کے وظائف نہ ہوتے ۔ تو یہ مدرسہ کبھی کا بند ہو چکا ہوتا ۔ اس سال انجمن نے بھی مالی مشکلات کی وجہ سے وظائف بالکل بند کر دئے ہیں ۔ اسلئے ذی ثروت احباب کو چاہیئے ۔ کہ پوری توجہ اور ہمت سے حضور کے ارشاد کی تعمیل کر کے عند اللہ ماجور ہوں ۔ حضور کے ارشاد کو پڑھ کر جن دوستوں کو اللہ تعالیٰ تعمیل کی توفیق عطا کرے ۔ ان کی خدمت میں اطلاعاً لکھا جاتا ہے ۔ کہ لڑکا چوتھی پرائمری پاس ہونا چاہیئے اور ۱۵ ۔ اپریل تک یہاں پہنچ جانا چاہیئے ۔ کیونکہ اس تاریخ کو جماعت بندی ہو جائیگی ۔ مزید حالات کے لئے تحریر کرنے پر پراسپکٹس بھی ارسال کیا جا سکتا ہے

خاکسار عبد الرحمٰن مصری ۔ ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ کا ارشاد یہ ہے :۔

برادران جماعت احمدیہ ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ۔ مدرسہ احمدیہ کے منتظمین کی طرف سے مدرسہ احمدیہ کا پراسپکٹس چھاپ کر آپ لوگوں کی خدمت میں پیش کیا جاتا ہے ۔ اور وہ چاہتے ہیں کہ اس موقعہ پر میں بھی کچھ الفاظ مدرسہ کی سفارش کے طور پر تحریر کر دوں ۔ میں حیران ہوں کہ اس مضمون پر کیا تحریر کروں مدرسہ احمدیہ کی ضرورت اور اس کا فائدہ ایسا بین ہے کہ یہ خیال بھی طبیعت پر گراں گذرتا ہے ۔ کہ جماعت

[illegible]

مدرسہ احمدیہ کی ضرورت کے متعلق میں صرف اسقدر کہہ سکتا ہوں کہ اگر حضرت مسیح موعود نے کوئی کام دنیا میں کیا ہے ۔ اور اگر آپ کا وجود دنیائے اسلام میں کسی قسم کا تغیر پیدا کرنے میں کامیاب ثابت ہوا ہے تو پھر مدرسہ احمدیہ یا ایسے ہی کسی درسگاہ کے بغیر خواہ اس کا کچھ ہی نام رکھ لیا جاوے چارہ نہیں ۔

جیسا کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی متفرق تحریرات میں تحریر فرمایا ہے ۔ آپ کا صرف یہی کام نہیں تھا کہ مسیح ناصری کی وفات کی طرف توجہ دلادیں ۔ بلکہ آپ نے رائج الوقت اسلامی عقائد رائج الوقت اسلامی تفسیر رائج الوقت علم حدیث ۔ رائج الوقت علم کلام اور رائج الوقت علم فقہ اور اصول فقہ رائج الوقت علم تصوف اور رائج الوقت علم اخلاق میں ایک عظیم الشان تغیر پیدا کر دیا ہے ۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ان علوم کے لئے آپ نے نیا آسمان نئی زمین پیدا کر دی ہے اور اسی کی طرف اس کشف میں اشارہ ہے جس پر نادان مخالف آج تک ہنسی اڑاتا اور آپ کو خدائی کا دعویدار قرار دیتا ہے ۔ اس عظیم الشان تغیر علمی میں جو پچھلے تیرہ سو ۱۳۰۰ سال کے اندر اپنی نظیر آپ ہی ہے اور نہ معلوم کتنی صدیوں تک دنیا کے لئے ایک ہی راہنما ہوگا ۔ باریک بین نظر کے لئے ایسے سبق اور ایسے سامان اطمینان پیدا ہیں ۔ کہ وہ ان سے واقف ہونے کے بعد پرانے علوم کی طرف (جو رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں لیکن آپ سے اسی قدر دور ہیں ۔ جس قدر نور سے ظلمت) لوٹنا ایک موت بلکہ موت سے بدتر اور روح اور ضمیر کیلئے ایک گھنونا اور قابل نفرت فعل خیال کرتا ہے ۔ پس اسقدر تغیرات عظیم کے برقرار رکھنے اور ان کے اثرات کو دوسروں تک پہنچانے کے لئے جب تک ایسے آدمی نہ ہوں ۔ جو اپنے پورے اوقات کو صرف کر کے اس امانت کی حفاظت کریں ۔ لمبا عرصہ تو الگ رہا ۔ ہم یہ بھی امید نہیں کر سکتے کہ دو تین نسلوں تک یہ علوم محفوظ رہ سکیں ۔

[illegible]

ہیں نے ابھی تحریر کیا ہے ۔ حضرت مسیح موعود نے مبعوث ہو کر تمام علوم دینیہ مروجہ میں ایک عظیم الشان انقلاب پیدا کر دیا ہے ۔ اور صرف ایک دو مسئلوں پر ہی روشنی نہیں ڈالی تو ان علوم کے محافظ پیدا کرنے بھی نہایت ضروری ہیں اور ایسے علماء ایک زبردست علمی درسگاہ کی موجودگی کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتے ۔ اور یہی غرض مدرسہ احمدیہ کی ہے ۔

اسوقت تک ابتدائی حالت کی وجہ سے اس غرض پر پورے طور پر زور نہیں دیا جا سکتا تھا ۔ مگر میں نے اب اسکے نصاب میں تغیر کر کے اسے ایسے رنگ میں چلانے کی ہدایت کی ہے کہ آیندہ یہی غرض اسکے منتظموں کے زیر نظر ہے ۔ اور مدرسہ کو آہستہ آہستہ چار سال کے عرصہ میں کالج تک ترقی دینے کا فیصلہ کر دیا ہے ۔ واللہ الموفق ۔

ان تغیرات کے بعد اور ایک مقصد عظیم کو اس مدرسہ کے نصب العین کر دینے کے بعد اس کی اندرونی اصلاح کے ساتھ میں چاہتا ہوں ۔ کہ اس کی بیرونی حالت کی درستگی کی طرف بھی توجہ کی جائے ۔ اور یہ کام بغیر جماعت کی توجہ کے نہیں ہو سکتا ۔ مدرسہ کے منتظمین اور اساتذہ خواہ کس قدر بھی توجہ کریں ۔ لیکن آگے طالب علم کافی تعداد میں نہوں ۔ یا اس قابلیت کے نہوں ۔ جو اس امانت کے اٹھانے کے اہل ہو سکیں ۔ تو ان کی کوششیں اور ہماری سعی حسب دلخواہ بار آور نہیں ہو سکتی ۔ پس میں اس تحریک کے ذریعہ تمام جماعت احمدیہ کو اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ اس غفلت کو بھی اسی طرح دور کر دے ۔ جس قدر کہ دوسری غفلتوں کو دور کر رہے ہیں وہ کامیاب نہیں ہو سکتے ہیں ۔ مدرسہ احمدیہ تمہاری علمی جد و جہد کا نقطہ مرکزی ہے ۔ اور اسی کی کامیابی پر اس امر کا فیصلہ ٹھہرا ہے کہ آیندہ سلسلہ کی تبلیغ جاری رکھی جائیگی یا نہیں ؟

آپ لوگوں میں سے بہت یہ خیال کرتے ہیں کہ انگریزی تعلیم کے ساتھ سلسلے کی کتب پڑھنے سے ہم اس غرض کو پورا کر سکتے ہیں ۔ جو اس سلسلے کے نظام علمی کے درست رکھنے کے لئے ضروری ہے ۔ لیکن اس سے بڑھ کر اور کوئی غلطی نہیں ہو سکتی ۔ بیشک حضرت مسیح موعود کی کتب کا اکثر حصہ اردو میں ہے ۔ لیکن کیا جس زبان کو انسان سمجھ سکتا ہو ۔ اس میں لکھی ہوئی کتاب کو بھی ضرور سمجھ سکتا ہے

اگر یہ بات ہوتی تو سب سے زیادہ قرآن کریم کے سمجھنے کے اہل عرب ہوتے۔ بیشک بغیر کسی زبان کے سمجھنے کے اسمیں لکھی ہوئی کتاب کو انسان نہیں سمجھ سکتا۔ لیکن کتاب کے سمجھنے کے لئے صرف یہی ضروری نہیں۔ اس کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اُستاد کے ذریعہ سے اسکی رموز اور اسکی باریکیوں کو حاصل کرے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت صاحب نے قرآن کریم اور احادیث کے علوم کے متعلق اصول بیان کئے ہیں۔ انکی مکمل تعبیر نہیں لکھی۔ اور جب تک کوئی شخص ان اصول کے ماتحت قرآن کریم اور احادیث کی کتب نہ پڑھے وہ ان اُصول سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا۔ اور اس کیلئے علاوہ استاد کی مدد کے عربی زبان کے وسیع علم کی ضرورت ہے۔ یہی حال علم تصوف علم فقہ اور علم اخلاق کا ہے۔ پس بغیر عربی زبان کے وسیع علم کے اور بغیر ان علوم کی کتب کے بالاستیعاب مطالعہ کے جو حضرت مسیح موعود کے بنائے ہوئے اُصول کی روشنی میں ہو۔ یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی پس جو لوگ یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ عربی زبان کی شُدبُد حاصل کر کے اور اپنے طور پر تھوڑا سا مطالعہ کر کے خدمتِ دین حقیقی معنوں میں کر سکتے ہیں۔ وہ ایسے ہی دھوکہ خوردہ ہیں۔ جیسا کہ وہ شخص جو ایک ہلدی کی گھٹی لیکر پنساری بن بیٹھا تھا۔ یہ ممکن ہے۔ کہ بعض مسائل کو یاد کر کے کوئی شخص عوام میں سے بعض کو ان مسائل سے واقف کر سکے لیکن علوم دینیہ کا ماہر نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان کا محافظ کہلا سکتا ہے۔ یہ ایک باقاعدہ اور لمبی جدوجہد سے ممکن ہے اس کے حصول کا کوئی اور ذریعہ نہیں۔

پس ہماری جماعت کے دولتمندوں اور درمیانی درجہ کے آدمیوں کو اس مدرسہ کیطرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور روپیہ اور بچوں سے اسکی ترقی کی کوشش کرنی چاہیئے تاکہ اسکے ذریعہ سے ہمیں ایسے واعظ جو علوم دینیہ کی حفاظت کر سکیں اور ایسے مبلغ جو بیرونی دنیا کو تمام مسائل مختلفہ میں تشفی بخش جواب دے سکیں۔ حاصل ہو سکیں۔ اور تا علوم کی وہ نہر جو حضرت مسیح موعود نے جاری کی ہے۔ منڈیروں کے نقص کیوجہ سے ہماری غفلت کے سبب ادہر ادہر بہ کر ضائع نہ ہو جاوے اور ہماری آیندہ نسلیں بجائے دعا کرنے کے ہم سے نفرت کا اظہار نہ کریں۔ اور تا ہم خدا تعالیٰ کی ناشکری کے جرم کے مرتکب ہو کر

مرحوم ماسٹر احمد حسین صاحب فرید آبادی

ماسٹر صاحب موصوف فرید آباد تحصیل بلب گڈھ ضلع گوڑگانوں کے رہنے والے تھے۔ والد کا نام میانجی شیخ غلام حسین صاحب قریشی جو پہلے فوج میں ملازم تھے۔ پھر میر امجد علی صاحب سالدار بہادر کی مختار کاری کرتے تھے یہ سات بھائی تھے اور چار بہنیں۔ خدا کی قدرت اسوقت صرف ایک ہی بڑا بھائی محمد عبد الرحمٰن نام زندہ ہے۔

ماسٹر صاحب مرحوم کی تعلیم فرید آباد مڈل سکول میں ہوئی پھر علی گڈھ پڑھتے رہے ماسٹر تیس پاس کیا۔ اور ایف اے پڑھتے رہے۔ مگر ایف اے پاس نہیں کیا پہلے شادی غلام حیدر صاحب تحصیلدار کی نواسی سے ہوئی۔ جو فوت ہوگئی۔ پلول کے قاضی صاحب کے گھر میں دوسری شادی ہوئی مگر یہ معلوم ہونے پر کہ آپ احمدی ہیں۔ نکاح فسخ کرالیا گیا۔ تیسری شادی قاضی فیاض علی نجف گڈھ ضلع دہلی کے ہاں ہوئی۔ اس بیوی کے بطن سے دو بچے ہیں۔ محمد احمد عمر ۵ سال۔ حمیدہ ۳ برس۔

ماسٹر صاحب تعلیم پاکر پہلے مارہرہ ضلع ایٹہ میں ٹیچر ہوگئے۔ اور اسی لئے ماسٹر کہلاتے تھے۔ پھر مضمون نویسی کا شوق اتنا بڑھا کہ آخر چودھویں صدی راولپنڈی میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہو گئے۔ چودھویں صدی بند ہونے پر تاج الاخبار کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ یہ ۱۹۰۱ء کے قریب کا ذکر ہے۔ ان دنوں میں خاکسار (اکمل) گو لیکن بیمار پڑا تھا اور مضمون نگاری کا شوق تھا۔ ماسٹر صاحب سے میرا تعارف اسی سلسلہ میں ہوا۔ تاج میں کئی مضمون میرے نکلے۔ وہاں سے ماسٹر صاحب لاہور ایک اخبار کے ایڈیٹر مقرر ہو گئے۔ اس کا نام بھولتا ہوں۔ غالباً تالیف تھا۔ پھر وکیل امرتسر میں اسسٹنٹ ایڈیٹر ہو کر آ گئے۔ میرا خیال ہے کہ اس سے کچھ عرصہ ہی پہلے آپ احمدیت میں داخل ہوئے۔ ۱۹۰۵ء میں جب میں قادیان کی جانب آیا تو امرتسر اترا۔ وہاں ماسٹر صاحب کتابوں کی دکان کرتے تھے۔ امرتسر سے دہلی بازار کمرہ بنگش میں جا کر دکان کرلی۔ اور میر قاسم علی صاحب کے اخبار الحق کی اسسٹنٹ ایڈیٹری بھی کرتے تھے .. .. پیغام لاہور کی ایڈیٹری کیلئے لاہور بلوا لئے گئے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح اول کی زندگی میں یہ کام آپ کرتے رہے۔ لیکن ان لوگوں کی بے راہ روی اور اہلبیت مسیح موعود سے بغض دیکھ کر رہ نہ سکے۔ اور حضرت مولوی صاحب کے حضور میں حاضر ہوئے کہ میں وہاں کام نہیں کر سکتا۔ اور دہلی چلے گئے۔ وہاں آپ کی دکان اچھی چلتی تھی۔ ۱۹۱۵ء میں الفضل کی ایڈیٹری پر بلوائے گئے۔ اور قریباً ایک سال تک کام کیا۔ پھر الفضل کی ایڈیٹری کا کام آپ سے لے لیا گیا۔ مگر آپ یہیں کے ہو رہے۔ اور کتابوں کی ایک دکان کرلی۔ دکان میں کتابوں کی ترتیب اور صفائی دوسروں کیلئے نمونہ تھی۔ اس سے گذر اوقات بہت مشکل تھی۔ میں سمجھتا ہوں کہ دس روپے ماہوار بھی آپ نہیں کما سکتے تھے۔ مگر مجال ہے کہ آپ کی تنگی کا حال عام طور پر کھلا ہو۔ جیسے بھی بن پڑے گذارہ کرتے تھے۔ اور اپنی مدد آپ کرنا چاہتے تھے۔ یہ پسند نہ تھا کہ کسی خیرات فنڈ سے آپ کو کچھ ملے آپ نے بچے اور بچیوں کے مختلف رسالے نکالے۔ ایک رسالہ رفیق نام سے ماہوار شایع کرنا شروع کیا۔ مگر مناسب قدردانی نہ ہوئی اور کام نہ چلا۔ پھر بھی ہمت نہیں ہاری۔ اور آخری دم تک اسکی اشاعت کی فکر میں رہے۔ ماسٹر صاحب کی زبان اُردو بہت صاف تھی۔ اور تصنیف و تالیف کا ایک خاص ملکہ تھا۔ اس فن خداداد سے انہوں نے بہت فائدہ پہنچایا۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ ترجمہ انگریزی سے اُردو میں بھی خوب کرتے تھے یہانتک کہ سرسری نظر میں یہ معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ ترجمہ ہے۔ اپنی عمر کے آخری دنوں میں مرحوم کو یہ خیال تھا کہ احمدی بچوں کیلئے ایک نصاب تعلیم تیار ہو جائے۔ چنانچہ اس سلسلہ میں آپ نے اُن کی استانی۔ نرالی سہیلی دو کتابیں لکھیں۔ آخری کتاب تو اسوقت قادیان پہنچی۔ جب آپ اپنی عمر عزیز کا آخری ہفتہ گذار رہے تھے۔ بواسیر کی شکایت تھی۔ اور اس کے ساتھ ہی پیچش خونی۔ چلنا پھرنا تو درکنار بوجہ ضعف سیدھا بیٹھ بھی نہیں سکتے تھے۔ پھر محنت کی عادی طبیعت بیکار بیٹھنا پسند نہ کرتی تھی۔ اور لیٹے لیٹے ہی آپ کچھ نہ کچھ کام کرتے رہتے گھسٹتے گھسٹتے دکان پر بھی ہو آتے۔ معاملہ کی صفائی کا یہ حال تھا۔ کہ اپنی وفات سے دو چار روز پہلے مجھے گھر بلایا۔ اور جن لوگوں سے لین دین تھا۔ ان کا قرضہ اُتارنے کی نسبت گفتگو فرمائی جس سے انکا یہ ارادہ تھا کہ کسی کا احسان نہ ہو۔ اور میں روپیہ ادا کر دوں۔ مرحوم کی سادہ زندگی مرحوم کا خلوص۔ مرحوم کی قابلیت ادبی عرصہ تک مرحوم کی یاد ہمارے دلوں میں تازہ رکھیگی۔ اللھم اغفر لہ واکرم

ہندوستان کی خبریں

نسلی امتیازات کی تحقیقاتی کمیٹی
الہ آباد ۱۱ مارچ۔ پاؤنیر کو معلوم ہوا ہے کہ فوجداری قانون کے تحت نسلی امتیازات کو دور کرنے کے لئے جو کمیٹی بنائی گئی ہے۔ وہ قبل اس کے کہ اپنی رپورٹ کا آخری مسودہ تیار کرے۔ اگلے مہینہ کے آخر میں کلکتہ جائیگی تاکہ وہاں کی ایسوسی ایشنوں سے اس بارے میں گفتگو کرے۔

مسٹر گاندھی کی قائم مقامی
لکھنؤ کانگریس کمیٹی کے دفتر میں احمد آباد سے ایک برقی پیغام اس مضمون کا موصول ہوا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی کی جگہ حکیم اجمل خاں صاحب کا انتخاب عمل میں آیا ہے۔

کلکتہ میں والنٹیروں کی رہائی اور گرفتاری
کلکتہ ۱۱ مارچ۔ آج صبح کو ہماناں کو اپر شہر کی والنٹیروں کو رہا کیا گیا جن میں سے ۵۵ کو بعد دوپہر شارع عام پر مداخلت بیجا کے الزام میں گرفتار کر لیا گیا۔

چاولوں کی برآمد کی اجازت
دہلی ۱۵ مارچ۔ حکومت ہند نے فیصلہ کیا ہے کہ پہلی اپریل سے ہندوستان سے چاول کی برآمد کی تمام پابندیاں اٹھا دی جائیں۔ مگر وہ یہ واضح کر دینا چاہتی ہے کہ اگر اس کے بعد قیمت میں معقول اضافہ ہو گیا۔ تو اس پابندی کے سوال پر غور کیا جائیگا۔

گندم کی برآمد پر پابندیاں
دہلی ۱۵ مارچ گندم (جس میں گندم اور دیگر اجناس خوردنی کا آٹا اور دالیں شامل ہیں۔) کی برآمد پر جو پابندیاں اس وقت عاید ہیں وہ بدستور جاری رہینگی۔

پنڈت مالویہ احمد آباد کو
دہلی ۱۵ مارچ۔ پنڈت مالویہ آج شام احمد آباد کو روانہ ہو گئے ہیں۔ کیونکہ حکیم اجمل خاں نے ان سے اور دیگر لیڈران کانگریس سے مشورہ کرنے کے لئے انہیں وہاں طلب کیا ہے۔

لالہ لاجپت رائے وغیرہ سے ملاقات بند
لاہور سنٹرل جیل میں اس وقت جو قیدی ہیں ان میں سے سیاسی قیدیوں سے ملاقات بند کر دی گئے۔ جانے کے احکام جاری ہوئے ہیں جن میں لالہ لاجپت رائے بھی شامل ہیں۔ گورنمنٹ نے ایسا کرنے کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ ملاقات سے غرض تو صرف یہ ہوا کرتی ہے کہ رشتہ دار یا دوست ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔ مگر ان ملاقاتوں کے ذریعہ ان کے سیاسی اعلان لیکر پبلک کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔

آغا صفدر کو سزا
آغا محمد صفدر کے خلاف تین مقدمات تھے۔ ان کو ایک مقدمہ میں ۹ ماہ قید سخت اور باقی میں ۹۔ ۹ ماہ قید محض کی سزا ہوئی۔ یہ تینوں سزائیں یکے بعد دیگرے شروع ہونگی۔ گویا انہیں ۲ سال تین ماہ قید بھگتنی پڑیگی۔

مسٹر مانٹیگو کی خدمات کی قدردانی
دہلی ۱۱ مارچ لیجسلیٹو اسمبلی اور کونسل آف اسٹیٹ کے ۲۰ مسلمان ممبروں نے مسٹر لائیڈ جارج کو تار بھیجا ہے جس میں مسئلہ خلافت کے متعلق مسٹر مانٹیگو اور گورنمنٹ ہند کی کوششوں کی نہایت تعریف اور اسپرٹ کی قدر کا اظہار کیا گیا ہے انہوں نے اس تار میں اپنے تیقین کا اظہار کیا ہے کہ خلافت کے مخالفانہ مقصد میں مسٹر مانٹیگو کو فدیہ کیا گیا ہے اور ہوم گورنمنٹ کے افسوسناک طرز عمل کے خلاف نہایت ناراضی کا اظہار کیا ہے انکا یہ خیال ہے کہ گورنمنٹ ہند کی حال کی یادداشت کم سے کم مطالبات پر مشتمل ہے۔

مسٹر گاندھی سشن سپرد کئے گئے
بمبئی ۱۳ جنوری مسٹر گاندھی اور شنکر لال بینکر پر زیر دفعہ ۱۲۴ تعزیرات ہند فرد قرارداد جرم لگا کر سشن سپرد کیا گیا۔ سشن میں اس مقدمہ کی سماعت ۸ تاریخ سے شروع ہوگی مسٹر گاندھی نے اپنے ان ساتھیوں سے جو عدالت میں موجود تھے اپنے تینوں اخبارات ینگ انڈیا۔ نیو جیون گجراتی اور نیو جیون ہندی کو جاری رکھنے کی درخواست کی مسز نائیڈو جو احمد آباد سے ابھی ابھی آئی ہیں۔ وہ اس کی تصدیق کرتی ہیں۔ کہ مسٹر گاندھی سے جیل اور سماعت مقدمہ کے دوران میں نہایت اعلیٰ درجہ کا برتاؤ کیا جاتا ہے۔ نہ صرف اخلاق بلکہ نہایت اعزاز و احترام کے ساتھ ان سے پیش آیا جاتا ہے۔ کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا جلسہ گاندھی آشرم احمد آباد میں ۱۷ تاریخ کو منعقد ہوگا۔ جس میں یہ تحریک پیش کی جائیگی۔ کہ تمام توجہ کو تعمیری کام شروع کرنے کی کوششوں میں صرف کیا جائے۔

مسٹر مانٹیگو کا استعفیٰ اور لیجسلیٹو اسمبلی
دہلی ۱۲ مارچ۔ مسٹر مانٹیگو کے استعفیٰ کا لیجس لیٹو اسمبلی میں نہایت افسوس کا اظہار کیا گیا۔ آج کے جلسہ اسمبلی میں ڈیماکریٹک پارٹی کی یہ تجویز منظور ہو گئی۔ کہ لیجس لیٹو اسمبلی کے ایوان میں مسٹر مانٹیگو کا سنگ مرمر کا مجسمہ ان کی خدمات کی قدر دانی کی ایک علامت کے طور پر نصب کیا جائے۔ جو انہوں نے آئینی اصلاحات کے سلسلہ میں انجام دی ہیں۔

بھیلوں کا فوج سے مقابلہ
دہلی ۱۰ مارچ۔ ایک اعلان میں اس بے چینی کی تفصیلات شائع کی گئی ہیں۔ جو گذشتہ چند ماہ سے رسد اور بیگار کے معاملہ میں میواڑ اور راجپوتانہ کے دوسرے حصے کے بھیلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ ۸ تاریخ کو بے چینی کے سلسلہ میں دو ہزار بھیلوں کا مقابلہ لبر کردگی۔ موتی لال میواڑ بھیل کو رکے جوانوں سے لبر کردگی نیجر سٹیشن پول کے قریب ہو گیا۔ موتی لال نے فیر کئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فوج نے بھی جوابی فائر کئے بھیلوں کے ۲۲ آدمی مارے گئے۔ ۲۹ آدمی زخمی ہوئے۔ خود موتی لال فرار ہو گیا۔ میواڑ کے حکام بھیلوں کی جائز شکایات رفع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور خیال کیا جاتا ہے۔ کہ بے چینی دب جائے گی۔

ڈاک گاڑی میں آگ
کلکتہ ۱۲ مارچ ڈاؤن اور لینڈ میل کی ایک پوسٹل گاڑی میں جو آج یہاں پہونچی ہے۔ مغل سرائے اور کیول کے درمیان آگ لگ گئی۔ ڈاک کے سات تھیلے جنمیں رجسٹری شدہ خطوط تھے۔ جل گئے۔ یقین کیا جاتا ہے۔ کہ میل ٹرین کے انجن میں سے جلتے ہوئے کوئلے گر پڑے ہیں۔ اور ان سے آگ لگی ہے ٭

ممالکِ غیر کی خبریں

کیا وائسرائے ہند استعفا دیدینگے لنڈن - ۱۰ مارچ - ریورٹر کا بیان ہے کہ پارلیمنٹ کے حلقوں میں یقین کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے کہ جلد ہی ہفتوں میں لارڈ ریڈنگ بھی ضرور اپنے عہدہ سے مستعفی ہوجائینگے - کیونکہ سرکاری مراسلے کے شایع کرلنے میں ان سے قوت فیصلہ کی سخت غلطی ہوئی رخاصکر ایسے موقع پر جبکہ مشرق قریبہ کے مسئلہ پر غور وخوض کرنے کی غرض سے عنقریب کانفرنس ہونیوالی ہے -

مسٹر مانٹیگو کا جانشین کون ہوگا لنڈن - ۱۰ مارچ - ریورٹر کے پارلیمنٹری نامہ نگار کا بیان ہے - کہ وزارت ہند کا عہدہ لارڈ ڈربی کو پیش کیا گیا - جن کی تائید یونینسٹ ممبران بھی کرتے ہیں - اگر انھوں نے اس عہدہ کو منظور نہ کیا - تو پھر عام خیال یہ ہے - کہ شاید رولڈ ڈیون شائر ان کے جانشین ہونگے -

لنڈن میں تعمیر مسجد کی تجویز نامنظور لنڈن - ۱۳ مارچ دار العوام میں سرجے ڈی ریس نے پیرس میں ایک مسجد کی تعمیر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے تجویز کی کہ جونہی مالی حالت اجازت دے - لنڈن میں ایک مسجد تعمیر کی جائے - مسٹر ہارمزورتھ نے کہا کہ لنڈن میں آگے ہی کئی مسجدیں ہیں - اور اگر ایک نئی مسجد کیلئے جگہ مل بھی سکے - تو میں خیال نہیں کرتا - کہ یہ سرکاری خرچ سے تعمیر کی جانی چاہیئے البتہ میں پیرس سے دریافت کرونگا - کہ وہاں کیا کیا جا رہا ہے ❊

مسٹر مانٹیگو کے آیندہ اشغال لنڈن ۱۳ مارچ - مسٹر مانٹیگو کیمبرج سے واپس لنڈن آگئے ہیں انہوں نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا کہ اب میں ایک طویل تعطیل مناؤں گا - اس کے بعد پارلیمنٹ میں واپس آکر جب مناسب ہوگا - کوالیشن کی حمایت کروں گا ❊

لارڈ کرزن استعفا دینا چاہتے ہیں لنڈن - ۱۴ مارچ - ڈیلی نیوز کا وقائع نگار لارڈ کرزن کے استعفا کی افواہوں کے بارے میں بیان کرتا ہے - کہ کچھ مدت ہوئی - لارڈ کرزن نے خرابی صحت ہونے کے باعث مستعفی ہونے کی خواہش ظاہر کی تھی - لیکن وزیر اعظم کے مجبور کرنے سے انھوں نے ایسا نہ کیا - لارڈ موصوف اب بھی اپنی صحت کو کمزور خیال کرتے ہیں - لیکن انھیں اندیشہ ہے - کہ اسوقت ان کی علیحدگی کا غلط مفہوم لیا جائیگا - اس لئے جب موجودہ منازعات ختم ہو جائینگے - تو غالباً وہ مستعفی ہونے کے اولین موقعہ سے فائدہ اٹھائینگے ❊

حکومت انگورہ کیا چاہتی ہے؟ کارلٹن ہوٹل میں یوسف کمال پاشا رئیس وفد انگورہ نے ملاقات کے دوران میں کہا کہ دولت انگورہ اس مقصد کے حصول کیلئے کوشش کر رہی ہے کہ ترکوں کو ان علاقوں میں رہنے کا حق حاصل ہو جہاں وہ اکثریت میں ہیں انہوں نے فرمایا کہ ہم عراق یا عرب کا مطالبہ نہیں کرتے جہیں عرب بستے ہیں - بلکہ ہم صرف تھریس اور ایشیائے کوچک چاہتے ہیں ❊

مسٹر مانٹیگو کا عارضی جانشین سر ال ورتھنگٹن ایوانس وزیر جنگ کو عارضی طور پر مسٹر مانٹیگو وزیر ہند کا جانشین مقرر کیا گیا ہے -

وزارت یونان کا استعفا موسیو گوناریس وزیر اعظم یونان کے کابینہ نے استعفا دیدیا ہے - اور موسیو ستراقوس ایک نئی گورنمنٹ قائم کرنے کی کوشش کر رہا ہے ❊

زاغلول پاشا کی رہائی کا سوال لنڈن - ۱۴ مارچ - مصر میں حکومت کی پالیسی پر بحث کے دوران میں مزدور جماعت نے مطالبہ کیا - کہ زاغلول پاشا کو جزائر سیچلیز سے واپس مصر میں لایا جاتے - مسٹر چیمبرلین نے کہا کہ جب تک وہ مصر کے امن یا برطانوی مفاد کے لئے خطرہ ہے اسے واپس نہیں لایا جائیگا ❊

مولوی ثناء اللہ صاحب کیلئے آخری چانس

یعنے الفضل مورخہ ۹ مارچ میں بالوضاحت لکھ دیا تھا - کہ فیصلہ کے لئے الفضل مطبوعہ ۱۶ فروری میں جو چار طریق مقرر کئے گئے ہیں - وہ اسلئے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب ادھر ادھر کی باتیں چھوڑ کر اصل بات کی طرف آئیں انہیں سے دوسرا طریق مولوی ثناء اللہ صاحب نے پسند کیا - کیونکہ اس میں نمازی کا ٹکہ ملتا تھا - ع ہر جا کہ دانہ دید گرفتار دام شد -
مگر مولوی صاحب جوش حرص میں یہ نہ سوچ سکے کہ اس روپے کے ساتھ مجھ پر بھی تین سو روپیہ جمع کرانا لازم ہو جاتا ہے - کیونکہ اصل مبحث وہی تھا - جس کی طرف لانے کیلئے یہ دانہ ڈالا گیا تھا - دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدہ - اور جس سے جان چھڑانا اب مشکل ہے - پس میں مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اہلحدیث کو بذریعہ نوٹس ہذا آخری چانس دیتا ہوں کہ وہ ۲۴ مارچ تک ہمیں اطلاع پہنچا دیں کہ میں اپنا تین سو روپیہ جمع کرانے کیلئے تیار ہوں - ہم انشاء اللہ تعالیٰ ان کی طرف سے یہ تحریری وعدہ آنے پر اپنے تین سو کی رسید انکو پہنچا دینگے - جیسے منشاً انکو اپنے تین سو کی رسید دکھانی ہوگی - اگر مولوی ثناء اللہ صاحب ایسا نہیں کرینگے تو خاص و عام طور پر صاف کھل جائیگا کہ وہ محض تضیع اوقات اور دفع الوقتی سے کام لے رہے ہیں - اسکے بعد ہماری مرضی پر منحصر ہوگا کہ ہم انعام دیں - اکمل عفا اللہ عنہ

۱ مولوی ثناء اللہ نے ۳ فروری کے اہلحدیث میں ہمارے لئے ۵ فروری تاریخ مقرر کی تھی مگر ہم نے ۲۰ مارچ کے الفضل میں ۲۴ مارچ تاریخ دی ہے - یعنی ڈبل مہلت ❊

احمدیہ کانفرنس کے متعلق اعلان

جیسا کہ احباب کو معلوم ہے کہ احمدیہ کانفرنس انشاء اللہ تعالیٰ ایسٹر کی تعطیلات میں ہوگی مگر پہلے اعلان میں یہ لکھا گیا تھا کہ یہ تعطیلات غالباً مارچ میں ہونگی - اب احباب کی اطلاع کیلئے شایع کیا جاتا ہے کہ ایسٹر کی تعطیلات مارچ میں نہیں ہونگی - بلکہ ۱۴ اپریل یعنی جمعہ کے روز سے شروع ہو کر ۱۷ اپریل یعنی پیر کے دن تک رہینگی کانفرنس درمیانی دو تاریخوں یعنی ۱۵ - ۱۶ اپریل کو بروز ہفتہ و اتوار ہوگی ❊

(باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کیلئے شائع ہوا)